سیلفی

ریحان کوثر

ڈاکٹر شیخ بنکر کالونی، کامٹی۔441001، ضلع ناگپور، موبائل: 9326669893

گریجویشن کا آخری سال تھا۔ ادیبہ زندگی کے اس مقام پر کچھ زیادہ ہی شوخ اور بیباک ہوئی جارہی تھی۔ ویسے ادیبہ کی بیبا کی نے اصل میں شوخی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ آج ایجوکیشنل ٹور کا آخری دن تھا۔ ادیبہ کے کالج کا گروپ رائے گڑھ کے قلعے پر موجود تھا۔ ادیبہ اور خیام ہمیشہ کی طرح سب سے پیچھے چل رہے تھے۔ خیام خوبصورت، دبلا پتلا، لیکن تندرست نوجوان تھا۔ ادیبہ ناگپور کے سنترہ ایکسپورٹر کی اکلوتی لڑکی ہے۔ خیام کے ہمراہ چلتے چلتے ادیبہ قلعے کی ایک خوبصورت محراب کو دیکھ کر وہیں رک گئی۔

''خیام ذرا ٹھہر جاؤ، مجھے ایک سیلفی لینی ہے۔''

محراب کو دیکھتے ہوئے ادیبہ نے کہا اور نظریں بنا محراب سے ہٹائے ہاتھوں کے اشارے سے موبائل مانگتی ہے۔

''ادیبہ، ادیبہ! کتنی مرتبہ میں نے سمجھایا کہ یہ سب مت کیا کرو...... مگر تم ہو کہ نہیں مانتی......! ماننے کا جذبہ پیدا کرو ادیبہ...... نہیں تو کم از کم گود ہی لے لو، مجھ سے۔'' یہ کہتے ہوئے خیام کے لبوں پر مسکراہٹ صاف دیکھی جاسکتی تھی۔

''اوہو! کیا کہنے ہیں ماننے کے ننھے منے جذبوں کے والد محترم''۔ اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر ادیبہ بول اٹھی۔

''جی! ضد، ہٹ دھرمی اور من مانی کی امی جان، فرمائیں'' دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر خیام نے کہا۔

''مجھے اس محراب کے ساتھ ایک سیلفی لینی ہے۔''

''کتنی مرتبہ کہا ہے یوں تصویریں مت کھینچا کرو''

''تم ایسے بھڑک کیوں جاتے ہو خیام، سیلفی کے نام پر تصویر ہی کھینچ رہی ہوں کوئی تمھارے کان نہیں کھینچ رہی۔۔!''

''یہ لو! سیلفی کوئین...... کھینچ لو میرے کان، مگر موبائل فون کو بخش دو پلیز''

''خیام! تم ہر وقت مجھے اس طرح کیوں روکتے ہو؟ مجھے یہ تمھاری سا سوماں ٹائپ روک ٹوک بالکل پسند نہیں۔''

''اف! ادیبہ جب ان تصویروں میں جان ڈالنی ہوگی تو کہاں سے لاؤ گی جان۔''

''ہاہاہا...... او گاڈ...... ! مجھے تم سے اتنے پرانے اور دقیانوسی ایکسکیوز کی قطعی امید نہ تھی۔''

''میری بات، میری خواہش کو تسلیم نہیں کرنا...... تو نہ کرو! مگر اسے دقیانوسی مت کہو...... پلیز۔''

''او۔ خیام! تم سمجھتے کیوں نہیں، کیا آئینہ دیکھنا غلط ہے؟ نہیں نہ...... تو سیلفی بھی ایک قسم کا آئینہ ہی سمجھو۔ ہم کیسے نظر آرہے ہیں؟ ہمارے چہرے پر کوئی داغ تو نہیں؟ ہمارے بال سلیقے سے ہیں یا نہیں؟ بس ان تمام باتوں کا جائزہ ہے سیلفی، اور کیا ہے؟''

''اوکے! لے لو سیلفی۔۔۔ مگر اسے برائے مہربانی کسی سوشل سائٹس پر اپلوڈ مت کرنا۔'' خیام قلعے کی دیوار کی دوسری جانب گہری کھائی کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے اور بیگ میں موبائل ڈھونڈنے لگتا ہے۔

''اف یہ بندشیں، یہ بندھن یہ روک ٹوک، میں تو پریشان ہوگئی ہوں خیام! تم کون سی دنیا کے آدمی ہو؟''

خیام ادیبہ کے بیگ سے موبائل فون نکال کر دیتا ہے، ادیبہ موبائل لے کر سیلفی لینے میں مصروف ہوجاتی ہے۔ اپنے گالوں کو کھینچ کر ہونٹوں کو سیلفی کے مخصوص انداز میں تبدیل کرتی ہے اور مختلف زاویوں سے سیلفی لیتی ہے۔ ادیبہ کی آنکھوں میں ڈھیروں لائکس اور کمنٹس تیرتے ہوئے، خیام کسی بت کی مانند دیکھتا ہے۔ ادھر بے خبر ادیبہ خوبصورت محراب اور موبائل اسکرین کے درمیان شاد و شاداب ہوئی جاتی ہے۔ تبھی اچانک خیام اپنے بیگ سے ایک ایئر رنگ نکالتا ہے اور سامنے قلعے کی منڈیر پر اپنا اور ادیبہ کا بیگ رکھ کر کچھ سوچتا ہے۔ یہ ایئر رنگ دراصل سمندر کے دو خوبصورت سیپوں سے بنے منفرد انداز کے تھے جسے وہ ادیبہ کے کانوں میں جھولتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ خیام دوبارہ ادیبہ کی جانب مڑتا ہے

اور کہتا ہے:

''ادیبہ میں تمھیں کچھ دینا چاہتا ہوں۔''

''فرمائیے جناب......!، ہاں مگر پلیز کچھ اوٹ پٹانگ مشورہ مت دے دینا۔۔۔!وہ بھی فری میں۔''

''ادیبہ یہ ایئر رنگ کیسا ہے؟''

''ہاہاہا......خیام یہ موہنجوداڑو کے زمانے میں پہنے جانے والے ایئر رنگ کس کے لیے لائے ہو؟ اپنی رمشا کے لیے۔''

''میں نے کتنی بار کہا ہے۔رمشا کے بارے میں ایسا مت کہا کرو، ہم صرف دوست ہیں اور کچھ نہیں......یہ تو میں نے تمہارے لئے خریدا ہے،لونا۔۔۔ذرا پہن کر دکھاؤ۔''

''کیا کہا دوست ہو تم دونوں؟ ارے جس طرح بابا آدم کے زمانے کے خیالات ہیں تمھارے، اس حساب سے تو وہ رمشا ہی ٹھیک ہے تمھارے لیے۔''

''نہیں ادیبہ میں نے یہ تمھارے لیے ہی لیا ہے اسے قبول کر کے مجھے بے پناہ خوشیاں دے دو، میں تم سے......''

''خیام آگے کچھ نہ کہو ہم دونوں دوست ہیں صرف دوست، جیسے تم اور رمشا صرف دوست ہو......ویسے ہی دوست ہیں دوست۔اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔او کے۔''

خیام، ادیبہ کی ان باتوں کی الجھن میں اس طرح الجھتا ہے کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ادیبہ اوپر کی طرف اور وہ نیچے کی طرف جانے لگتا ہے۔ اس کے خیالات کے آسمان پر بے شمار سوالات ٹمٹمانے لگتے ہیں۔ان سوالوں کے جواب ڈھونڈتے ہوئے نیچے بس میں جا کر سامنے والی سنگل سیٹ پر جا کر بیٹھ جاتا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے امتحانات بھی ہو جاتے ہیں اور آخری سمیسٹر کے نتائج بھی اعلان کر دیے جاتے ہیں۔کالج کے سمینار ہال میں کامیاب طلبا و طالبات کو ڈگریاں تقسیم کی جاتی ہیں۔امتیازی نمبروں سے کامیابی کے لیے خیام اور رمشا کا شاندار استقبال کیا جاتا ہے۔الوداعی تقریب کے بعد خوب سیلفی کے دور چلتے ہیں۔ایک آخری اور یادگار سیلفی کے لیے ادیبہ خیام کو بے صبری سے چاروں طرف ڈھونڈتی ہے،مگر خیام نہ جانے کہاں تھا، ادیبہ کو نظر نہیں آتا۔خیام کی تلاش میں ادیبہ جب سمینار ہال کے زینوں سے اتر کر نیچے آ رہی تھی تو اسے وہاں رمشا نظر آئی۔رمشا اس سال کی ٹاپر تھی اس لیے سارے اس کے ساتھ سیلفی لینے میں مشغول تھے تبھی ادیبہ بھی رمشا کے ساتھ ایک سیلفی لیتی ہے۔دھیرے دھیرے سب اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔ادیبہ کی خیام کے ساتھ آخری سیلفی لینے کی حسرت اس کے سینے میں دبی رہ جاتی ہے۔

رات کو موبائل پر الوداعی تقریب کی تصویریں دیکھتے دیکھتے ادیبہ کی نگاہیں اچانک اس سیلفی پر رک جاتی ہیں جس میں اس کے ساتھ رمشا تھی۔تصویر دیکھ کر وہ حیران رہ جاتی ہے۔بار بار زوم کر کر کے تصویر کو دیکھنے لگتی ہے۔ رمشا کے کانوں میں سیپ کے وہی ایئر رنگ بہت خوبصورت نظر آ رہے ہیں جو خیام نے ادیبہ کے لیے خریدے تھے۔ادیبہ کے ہاتھ سے موبائل نیچے زمین پر گر جاتا ہے وہ بدحواسی میں اٹھتی ہے اور آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے خالی کانوں کو نہارتی رہتی ہے اور اس کے بے رنگ کانوں میں اسی کی آواز گونجتی ہے:

''او۔خیام! تم سمجھتے کیوں نہیں، کیا آئینہ دیکھنا غلط ہے؟ نہیں نہ......تو سیلفی بھی ایک قسم کا آئینہ ہی سمجھو۔ہم کیسے نظر آ رہے ہیں؟ ہمارے چہرے پر کوئی داغ تو نہیں؟ ہمارے بال سلیقے سے ہیں یا نہیں؟ بس ان تمام باتوں کا جائزہ ہے سیلفی،اور کیا ہے؟''

○○

دہلی کے ممتاز صحافی

اس کتاب کی اشاعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے وہ باکمال صحافی جنھوں نے اپنی فکر و دانش سے ملک کے نظام کی سمت و رفتار متعین کی اور ایسے زمانے میں اس فن سے وابستہ رہے جب کہ یہ صرف گھاٹے کا سودا تھا لیکن ان سرکردہ صحافیوں نے اپنے اصولوں سے کبھی بے وفائی نہیں کی۔

ان اکابرین کی سوانح اور کارناموں کو منظرِ عام پر لانے کے لیے یہ کتاب ایک دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔اکادمی کی کوشش ہے کہ ان لوگوں کے حالاتِ زندگی سے ہماری نوجوان نسل واقف ہو سکے نیز ان کے اصول و ضوابط،ان کی میانہ روی سے سبق حاصل کر سکے۔

مصنف: سہیل انجم صفحات:۲۳۶، قیمت:۱۵۰ روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی